یوم پنجشنبہ — ۸ ربیع الثانی ۱۳۷۴ھ

جلد ۴۳/۸ | ۱۶ فتح ۱۳۳۳ ہش ★ ۱۶ دسمبر ۱۹۵۴ء | نمبر ۲۲۷

اختلافی مسئلوں پر بات چیت کے لئے پنڈت نہرو کو جنوری میں کراچی آنے کی دعوت

ہندوستان نے براہ راست بات کی دعوت منظور کر لی

نائب وزیر خارجہ ہند کا اعلان

کراچی ۱۵ دسمبر۔ ہندوستان اور پاکستان کے باہمی جھگڑوں کے تصفیہ کے لئے براہ راست بات چیت کرنے کے لئے وزیر اعظم مسٹر محمد علی نے وزیر اعظم ہندوستان پنڈت نہرو کو آئندہ ماہ کراچی آنے کی دعوت دی ہے۔ آج نئی دہلی میں ہندوستانی ہائی کمشنر راجہ غضنفر علی خاں نے پیغام ایک خط کے ذریعہ پنڈت نہرو کو پہنچایا۔

ہندوستان نے بھی براہ راست بات چیت کی دعوت منظور کر لی ہے۔ وزیر خارجہ مسٹر چندا نے ایوان بالا میں اس کا اعلان کیا۔ انہوں نے کہا کہ بات چیت کافی معاملات کے متعلق کی جائیگی جن معاملات میں اختلاف ہیں۔ ان کی فہرست تیار کرنے کے لئے ابتدائی قدم اٹھائے جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا ہندوستان ہر معاملہ کے متعلق بات چیت کرنے کو تیار ہے۔ کیونکہ وہ سچے دل سے چاہتا ہے کہ یہ جھگڑے طے ہو جائیں۔ وزیر اعظم مسٹر نہرو نے سوالات کا جواب دیتے ہوئے بتایا کہ ہندوستان نے دوبارہ بات چیت کرنے کے لئے کوئی شرط نہیں لگائی۔ انہوں نے کہا یہ کہنا صحیح نہیں کہ پہلی بات چیت ناکام ہو گئی تھی۔ کچھ باتوں کی وجہ سے یہ بات چیت روکنی پڑی تھی۔

مسٹر تمیز الدین خان کی درخواست کی سماعت

کراچی ۱۵ دسمبر۔ سندھ چیف کورٹ میں ایڈووکیٹ جنرل مسٹر فیاض علی نے آج ان اعتراضات کی حمایت میں بحث ختم کر لی جو مسٹر تمیز الدین خاں کی درخواست کے جواب میں مدعا علیہم کی طرف سے پیش کئے گئے تھے۔ انہوں نے کہا گورنر جنرل کی طرف سے مجلس دستور ساز کو توڑنے کا اختیار قانون حکومت ہند کے سیکشن نمبر ۵ میں مضمر ہے۔ انہوں نے کہا انگلستان کے عام قانون کا اطلاق جس کی رو سے ملکہ معظمہ کو پارلیمنٹ توڑنے کا اختیار ہے پاکستان پر بھی ہوتا ہے اگر یہ مان لیا جائے کہ گورنر جنرل کو دستور ساز اسمبلی توڑنے کے اختیارات حاصل ہیں تو توڑنے کی وجوہ کے متعلق عدالتی چارہ جوئی نہیں کی جا سکتی۔ مسٹر فیاض علی کے بعد مسٹر منظور قادر نے ان مدعا علیہم کے دلائل کے بارہ میں جو دستور ساز اسمبلی کے ممبر نہیں ہیں بحث شروع کی۔

ماہرین کی کمیٹی کا اجلاس

کراچی ۱۵ دسمبر۔ ایک یونٹ کا انتظامی ڈھانچہ تیار کرنے کے لئے ماہرین کی جو کمیٹی بنائی گئی تھی۔ آج ۱۵ سے اجلاس ہوتے رہے۔ کمیٹی جمعہ کو گورنروں اور وزراء اعلیٰ کے مکمل اجلاس میں اپنی رپورٹ پیش کرے گی۔

وزیر اعظم لنکا جاپان جا رہے ہیں

ٹوکیو ۱۵ دسمبر۔ لنکا کے وزیر اعلیٰ سر جان کوٹلا والا جمعہ کو ٹوکیو پہنچ رہے ہیں۔ وہ یہاں سرکاری مہمان کی حیثیت سے قیام کریں گے۔

اخوان کے ایک اور ممبر کو سزائے موت

قاہرہ ۱۵ دسمبر۔ قاہرہ میں عوامی عدالت نے حکومت کے خلاف سازش کے الزام میں اخوان المسلمون کے ایک اور ممبر کو سزائے موت دی ہے۔ اکتالیس ممبروں کو سزائے قید کا حکم سنایا گیا ہے۔

جاپان کے لیڈروں کا مطالبہ

ٹوکیو ۱۵ دسمبر۔ جاپان کے ... ممتاز لیڈروں نے ایک درخواست پر دستخط کئے ہیں جس میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ جن جزائر پر امریکہ کا قبضہ ہے۔ انہیں جاپان کے حوالے کر دیا جائے۔ اور وہاں سے امریکی فوج ہٹا لی جائے یہ درخواست صدر آئزن ہاور اور امریکی کانگرس کے ممبروں کو بھیجی گئی ہے۔

مغربی جرمنی کی ہاکی ٹیم جیت گئی

لاہور ۱۵ دسمبر۔ مغربی جرمنی کی ہاکی ٹیم نے آج تیسرے پہر پاکستان ریلویز کو ایک گول سے ہرا کر اپنے دورہ کا پہلا میچ جیت لیا۔ جرمنی کی ٹیم کے مقابلے میں پاکستان ریلویز کوئی گول نہ کر سکی۔ جرمنی کی ٹیم ۲۶ دسمبر کو پاکستان کے خلاف تیسرا ٹسٹ میچ لاہور میں ہی کھیلے گی۔

سلسلہ احمدیہ کی خبریں

ربوہ ۱۴ دسمبر۔ (بذریعہ ڈاک) مکرم پرائیویٹ سکرٹری صاحب مطلع فرماتے ہیں۔ کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے گردے میں ابھی تک درد ہے۔ احباب اپنے امام کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعا جاری رکھیں۔

ربوہ ۱۲ دسمبر۔ مکرم ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ مطلع فرماتے ہیں کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم اے کو انچارج مقامی تبلیغ مقرر فرمایا ہے۔ یہ صیغہ نظارت دعوۃ و تبلیغ سے ملحق ہوگا۔ نیز فرمایا چوہدری صاحب ایڈیشنل ناظر دعوۃ و تبلیغ بھی ہوں گے۔

ربوہ ۱۵ دسمبر۔ حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کراچی سے ربوہ تشریف لے آئے ہیں۔ اور اب جلسہ سالانہ تک ان کا قیام ربوہ میں رہے گا

تونس میں زبردست دھماکے

تونس ۱۵ دسمبر۔ تونس میں کل رات سات زبردست دھماکے ہوئے۔ فرانس کے ریذیڈنٹ جنرل نے کہا ہے کہ ان دھماکوں سے خاصا نقصان ہوا ہے۔ فوج اور پولیس کے گشتی دستے موقع پر پہنچ گئے۔ اور پوچھ گچھ کی بشبہ میں کئی آدمیوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس حادثہ کی تحقیقات شروع کر دی گئی ہے۔

حبشہ اور اٹلی کا جھگڑا طے کرنے کیلئے جنرل اسمبلی کی قرارداد

نیویارک ۱۵ دسمبر۔ کل رات جنرل اسمبلی نے ایک قرارداد منظور کی جس میں حبشہ اور اٹلی سے کہا گیا ہے۔ کہ وہ سمالی لینڈ اور حبشہ کے درمیان سرحدی جھگڑا طے کرانے کی انتہائی کوشش کریں۔ قرارداد میں کہا گیا ہے کہ اگر آئندہ جولائی تک براہ راست بات چیت سے یہ جھگڑا طے نہ ہو تو پھر اس کے تصفیہ کے لئے ثالث مقرر کیا جائے چھتیس ملکوں نے اس قرارداد کی حمایت کی مخالفت میں کوئی ووٹ نہیں آیا۔ تین ملکوں نے رائے شماری میں حصہ نہیں لیا۔

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے پاکستان ٹائمز پریس میں طبع کرا کے میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا — ایڈیٹر روشن دین تنویر

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے چند تازہ رؤیا و کشوف

(۱)

پندرہ بیس روز ہوئے کہ میں نے دیکھا ایک شخص ایک پختہ سڑک کے کنارے کھڑا ہے۔ اور لوگ اس کے ارد گرد جمع ہیں۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بچپن کا ساتھی ہے۔ اور ان کے ساتھ کھیلا ہوا ہے۔ لوگ اس سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات پوچھ رہے ہیں۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات بتاتا جاتا ہے۔ اسی سلسلہ میں اس نے بیان کیا کہ ہم شکار کو جایا کرتے تھے۔ اور سرکاری رکھ کے پاس یا کسی شکار کو جاتے تھے۔ اور ہمیں تو یہ بھی پتہ نہیں لگتا تھا کہ نماز کا وقت کب آیا۔ اور کب گیا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کوئی بے تکلف سا نام لے کر ہیرو یا بہادر (جو کوئی دن تک یاد رہا۔ لیکن اب بھول گیا ہے) کہنے لگا۔ کہ شائد وہ نماز پڑھ لیتے ہوں گے اس کے بعد اس نے کہا کہ انہوں نے یہ بتایا تھا کہ ایک لڑکا میری طرح ہو گا۔ پھر اس نے میری طرف اشارہ کر کے جبکہ میں اس مجلس سے پرے جا رہا تھا۔ کہا کہ دیکھو جوں جوں ان کی عمر بڑی ہوتی جاتی ہے ان کی طرز حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملتی جاتی ہے۔ پھر کہا دیکھو ان کے کندھے اسی طرح کے ہیں۔ ان کی چال اسی طرح کی ہے۔ مجھے اس شخص کے اس قول سے بہت تکلیف ہوئی۔ کہ شائد مرزا صاحب نماز پڑھ لیتے ہوں گے۔ گو یہ بچپن کے زمانہ کے متعلق بات تھی۔ میں اسی بات پر سوچتا چلا جاتا تھا۔ کہ سڑک کا موڑ آیا۔ اور سڑک مڑ کر اسی طرف لوٹ گئی جس طرف سے وہ آ رہی تھی۔ اس موڑ پر چلتے ہی میں نے دیکھا کہ سامنے سے ایک سر اڑتا آ رہا ہے۔ اس کے ساتھ دھڑ نہیں تھا۔ وہ اس طرح اڑ کر آ رہا تھا۔ جیسے ستارے اڑتے ہیں۔ چہرہ انسانی تھا مگر بہت بڑا۔ چار یا پانچ بڑے انسانی چہرے ملائے جائیں تو ان کے برابر۔ میں نے جب اس پر نظر ڈالی تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ تھا۔ چہرہ کے دائرہ کے ارد گرد کی ڈھالی اور شکن اس طرز کے تھے کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ رحم اور محبت کو کھینچ رہے ہیں۔ میں نے یہ دیکھتے ہی کہا۔ کہ یہ شخص تو جب بھی خدا تعالےٰ کے سامنے جاتا ہو گا معاً اس کے فضل اور اس کی محبت کو کھینچ لیتا ہو گا۔

(۲)

دو تین دن ہوئے میں نے دیکھا کہ ایک میدان ہے۔ جس کے بیچ میں کچھ لوگ کھڑے ہیں۔ اور میں ان کی طرف جا رہا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ مجھے انہوں نے بلایا ہے۔ جب میں ان لوگوں کے قریب پہونچا۔ تو میں نے دیکھا کہ ان لوگوں میں سے ایک حضرت خلیفہ اول بھی ہیں۔ وہ چند قدم آگے بڑھ کر آئے۔ اور مجھ سے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو بلایا تھا۔ مگر وہ کسی کام کے لئے تھوڑی دیر کے لئے کہیں چلے گئے ہیں اور مجھے آپ کو پیغام پہنچانے کے لئے مقرر کر گئے ہیں۔ جس جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کھڑے ہیں۔ وہاں لکیر کھنچی ہوئی ہے۔ جس طرح کبڈی کھیلنے والے کھینچ لیتے ہیں۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے جیسے دو ملکوں کی حدِ فاصل ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ سمت مخالف کی طرف اشارہ کر کے فرمانے لگے۔ یہ اٹلی کا ملک ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارادہ ہوا کہ اس کو فتح کیا جائے۔ اور انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ کام آپ کے سپرد کیا جائے۔ پھر فرمایا کہ شائد ہم آپ کو اتنی چھوٹی سی بات کے لئے تکلیف نہ دیتے۔ لیکن ہم نے اللہ تعالےٰ کے تقدیر کے رجسٹر کو دیکھا۔ جس میں ہر کام کے کرنے والوں کے نام درج ہیں۔ کسی کام کے متعلق لاکھوں کروڑوں کے نام لکھے ہیں۔ کسی کے متعلق ہزاروں کے کسی کے متعلق سینکڑوں کے اور کسی کے متعلق درجنوں کے نام لکھے ہوئے ہیں لیکن جب ہم نے اٹلی کے فتح کرنے کا خانہ دیکھا۔ تو اس میں صرف آپ کا نام تھا۔ کوئی اور نام نہ تھا۔ اگر کوئی اور نام ہوتا۔ تو ہم آپ کو تکلیف نہ دیتے۔ مگر اب مجبوراً آپ کو بلانا پڑا۔ پھر آنکھ کھل گئی ÷

(۳)

۱۱ دسمبر ۱۹۵۲ء

میں نے آج یعنے جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی رات کو یا دس دسمبر اور گیارہ دسمبر کی درمیانی رات کو دیکھا کہ سارہ بیگم مرحومہ گھر پر آئی ہیں۔ میں کہیں باہر سے گھر میں آیا ہوں تو لوگوں نے مجھے بتایا کہ سارہ بیگم آگئیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ کہیں وہ روٹھ کر چلی گئی تھیں۔ (اسی قسم کا نظارہ میں پہلے بھی دیکھ چکا ہوں) میں نے دیکھا کہ دو آیا اچھے لباس میں جیسے کہ انگریزی گھروں میں آیا ہوتی تھیں آئیں۔ اور ان میں سے ایک آیا نے ایک بچہ اٹھایا ہوا ہے۔ اچھے اجلے رنگ کا فربہ، خوش شکل بڑی بڑی آنکھوں والا بچہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ سارہ بیگم کا بچہ ہے۔ جس آیا نے بچہ اٹھایا ہوا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کچھ بات مجھ سے کرنا چاہتی ہے مگر دوسری آیا نے اشارہ کر کے اس کو وہاں سے ہٹا دیا۔ اس کے بعد میں اس کمرہ کی طرف گیا۔ جہاں میرا خیال تھا کہ وہ ہیں۔ راستہ میں کسی نے مجھے بتایا۔ کہ وہ تو سامنے والے مکان کے چوبارہ میں چلی گئی ہیں۔ میں اس طرف گیا۔ تو جس کمرہ میں وہ تھیں۔ اس کا دروازہ بند پایا۔ میرے دستک دینے پر انہوں نے دروازہ کھول دیا۔ اور خود چارپائی پر لیٹ گئیں۔ اور یوں معلوم ہوتا تھا۔ کہ رو رہی ہیں۔ میں نے کہا اٹھو۔ اپنے کمرے میں چلو۔ لیکن انہوں نے کہا مجھے ضعف ہے میرے لئے چلنا مشکل ہے۔ اس پر میں نے ان کی کمر میں ہاتھ ڈالکر انہیں اٹھا لیا۔ اور کہا کہ میں تمہیں سہارا دے کر لے چلتا ہوں۔ سہارا دیتے دیتے میں ان کو لے چلا۔ ایک جگہ ڈھلوان آئی۔ لیکن اس کے گرد کٹہرہ لگا ہوا تھا۔ میں الٹے پاؤں ہو گیا ایک ہاتھ سے کٹہرہ کو پکڑ لیا۔ اور دوسرے ہاتھ سے ان کو سہارا دیتے ہوئے نیچے اترنے لگا۔ انہوں نے کہا آپ تو مجھ سے خفا ہو گئے ہیں۔ میں نے کہا۔ تم نے تو مجھے چھیرو (امۃ النصیر) جیسی بیٹی دی ہے۔ میں خفا کیسے ہو سکتا ہوں۔ اسی طرح میں ان کو ان کے کمرے میں لے آیا۔ اور وہ وہاں چارپائی پر بیٹھ گئیں اور میں چارپائی کے پاس کھڑا ہو گیا۔ اور جھک کر ان سے کہا اچھا بتاؤ تم کہاں رہیں۔ انہوں نے کہا کہیں نہیں گھر پر ہی رہی (گویا اپنے میکے رہی) میں نے کہا۔ نہیں یہ بات تو نہیں۔ ایک احمدی نے مجھے بتایا ہے کہ تم نے اسے کہا۔ کہ تم میری سفارش کر کے نوکری دلوا دو (استانی وغیرہ کی) تم اگر مجھے بتا دو کہ تم کہاں رہیں تو میں خفا نہیں ہوں گا۔ پھر میں نے ان سے کہا کہ ایک دفعہ پہلے بھی تم اسی طرح روٹھ کر گھر چلی گئی تھیں (پہلے بھی ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ وہ روٹھ کر چلی گئی ہیں اور پھر آ گئی ہیں۔ خواب میں میں اسکو واقعہ ہی سمجھ کر ان کے سامنے دہراتا ہوں)

خواب پیچیدہ ہے۔ مگر بہر حال مبارک معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ سارہ کے معنے ہیں خوش کرنے والی۔ پس ان کے چلے جانے سے اور دوبارہ آ جانے سے مراد یہ ہے کہ پچھلے کچھ ہموم و غموم ہوں گے۔ اور پھر اللہ تعالےٰ ان کو خوشی سے بدل دے گا۔ اور بچہ دیکھنے سے شائد یہ مراد ہو۔ کہ ان کے بچوں میں سے کسی کے ہاں کوئی اچھا بچہ پیدا ہو

اپنے غریب بھائیوں کیلئے پارچات لائیں

ربوہ میں بعض غریب بیوہ عورتیں رہتی ہیں۔ اور بعض یتیم بچے تعلیم پاتے ہیں۔ نیز بعض ایسے غربا ہیں۔ جو باوجود محنت مزدوری کرنے کے اس قدر گنجائش نہیں پاتے۔ کہ موسم سرما میں سردی سے بچاؤ کی صورت کر سکیں۔ میں صاحب استعداد اور مخیر حضرات سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ اپنے غریب بھائیوں۔ یتیم بچوں اور بیوہ عورتوں کے لئے نئے یا مستعملہ پارچات فوراً بھجوا دیں۔ یا پھر جلسہ سالانہ پر ساتھ لائیں۔ اور دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں دے کر رسید حاصل کریں ÷

(پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی)

خطبہ جمعہ

جلسہ سالانہ پر ضرور آؤ اور ان ایّام سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کرو

اپنے غیر احمدی رشتہ داروں اور دوستوں کو بھی ہمراہ لاؤ۔ تا ہمارے متعلق انکی غلط فہمیاں دُور ہوں

ربوہ میں رہنے والے اپنے مکانات اور اپنی خدمات مہمانوں کی خدمت کے لئے وقف کریں

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۰ / دسمبر ۱۹۵۴ء بمقام ربوہ

خطبہ نویس۔ مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

جلسہ سالانہ کے کارکنوں نے مجھ سے خواہش کی ہے کہ میں ربوہ کی جماعت کو

جلسہ سالانہ کے مہمانوں کے لئے

مکانات پیش کرنے اور اس موقعہ پر خدمت کے لئے والنٹیرز پیش کرنے کی طرف توجہ دلاؤں۔ ربوہ میں سب سے بڑی دقت مکانات کی ہے۔ کیونکہ ابھی یہ قصبہ پوری طرح آباد نہیں ہوا۔ اور مکانوں کی ابھی قلت ہے۔ گو کچھ عمارتیں بن گئی ہیں۔ لیکن عام طور پر ان میں کمرے ناکافی ہیں۔ کیونکہ خریداروں کو یہی ہدایت کی گئی تھی کہ اگر تمہارے پاس زیادہ روپیہ نہیں تو فی الحال ایک ایک کمرہ اور چار دیواری ہی بنا لو۔ اور اس ایک کمرہ میں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر خود مالک مکان اور اسکے رشتہ دار آجاتے ہیں۔ باقی کچھ مکانوں کی یہ حالت ہے کہ

مکانات کی کمی

کی وجہ سے ان کے بعض حصے کرایہ پر چڑھے ہوئے ہیں۔ اور مالکان مکانات کے پاس اپنے رہنے کے لئے بھی بہت کم گنجائش ہے۔ اس لئے وہ آسانی کے ساتھ کوئی حصہ جلسہ کے مہمانوں کے لئے نہیں دے سکتے۔ لیکن بہرحال یہ دقت جہاں ان کے لئے ہے۔ وہاں سلسلہ کے لئے ان سے بھی زیادہ ہے۔ اس لئے کہ سلسلہ کا یہ کام سال میں چند دن کے لئے ہوتا ہے۔ دوست اپنی اپنی ضروریات کے لئے سال بھر میں مکانوں میں کچھ نہ کچھ زیادتی کر لیتے ہیں۔ لیکن سلسلہ اپنے اس چند روزہ کام کے لئے عمارتیں نہیں بنا سکتا۔ اگر سلسلہ اس چند روزہ کام کے لئے مستقل عمارتیں بنانا شروع کر دے۔

جماعت کے اخراجات

بہت بڑھ جائیں۔ ربوہ میں آنے کے بعد ابتدائی چند سالوں میں مہمانوں کے لئے بیرکیں بنائی جاتی تھیں اور اس پر ہر سال پندرہ بیس ہزار روپیہ خرچ ہو جاتا تھا۔ پھر وہ بیرکیں آئندہ سال استعمال بھی نہیں کی جا سکتی تھیں کیونکہ کچی اینٹیں ضائع ہو جاتی تھیں۔ اس سال بھی بعض بیرکیں موجود ہیں۔ مثلاً زنانہ بیرکوں کا ایک حصہ باقی ہے۔ شائد مردانہ بیرکوں کا بھی کوئی حصہ باقی ہو۔ لیکن عمارتیں زیادہ بن جانے کی وجہ سے اب پہلے کی طرح بیرکیں نہیں بنائی جاتیں۔

پس میں مقامی جماعت کے دوستوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ کام کرنے والوں سے تعاون کریں۔ اور آنے والے مہمانوں کے لئے

اپنے مکانات پیش کریں

ورنہ اگر جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمانوں کے رہنے کے لئے کوئی گنجائش نہ نکلی۔ تو جلسہ کا ہونا یا نہ ہونا برابر ہو جائے گا۔ اگر جلسہ سالانہ پر آنے والوں کو رہنے کے لئے جگہ نہ ملی۔ تو لازماً انہیں تکلیف ہوگی۔ اسی طرح جو غیر احمدی مہمان اس موقعہ پر آجاتے ہیں۔ وہ ان کی طعن و تشنیع کا موجب بنیں گے۔ اور یہ ساری باتیں ایسی ہیں جو حوصلہ شکن اور دل توڑنے والی ہیں۔ پس ربوہ والوں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جہاں یہ جلسہ ساری جماعت کا ہے۔ وہاں وہ خاص طور پر اس موقعہ پر میزبان کی حیثیت رکھتے ہیں یوں تو ساری جماعت ہی میزبان ہے۔ کیونکہ جلسہ سالانہ کا بوجھ ساری جماعت پر ہے۔ لیکن یہ بات ظاہر ہے کہ یہاں رہنے والوں کی ذمہ داریاں باقی جماعت سے زیادہ ہیں۔ جو لوگ کرایہ کے مکانوں میں رہتے ہیں۔ وہ بھی اس موقعہ پر

مکانات کے بعض حصے

پیش کر سکتے ہیں۔ مثلاً اگر کسی کے پاس دو کمرے ہوں۔ تو وہ ایک کمرہ جلسہ سالانہ کے مہمانوں کے لئے دے دے۔ تین کمرے ہیں تو ایک کمرہ مہمانوں کے لئے دے دے۔ اور دو کمرے اپنے پاس رکھ لے۔ یا چار کمرے ہیں۔ تو دو کمرے جلسہ سالانہ کے مہمانوں کے لئے دیدے اور دو کمرے اپنے لئے رکھ لے۔ اگر ہم اس طرح کریں تو مہمانوں کے لئے بہت سی گنجائش نکال جا سکتی ہے۔

اس دفعہ کارکنوں نے کہا ہے کہ انہیں جلسہ سالانہ کے لئے

چار سو کمروں کی ضرورت

ہے۔ اور یہ بہت زیادہ مطالبہ ہے۔ ربوہ میں ابھی بمشکل آٹھ سو مکانات بنے ہیں۔ ان میں سے ڈیڑھ سو مکانات ایسے ہیں جنمیں صرف ایک ایک کمرہ ہے۔ باقی کچھ مکانات ایسے ہیں۔ جن میں دو چھوٹے چھوٹے کمرے یا ان کے ساتھ ایک باورچی خانہ اور برآمدہ ہے۔ ایسی صورت میں وہ کوئی جگہ جلسہ سالانہ کے مہمانوں کے لئے نہیں دے سکتے۔ باقی ڈیڑھ دو سو مکانات ایسے ہیں۔ جن میں کمروں کی تعداد زیادہ ہے۔ لیکن ممکن ہے ان میں رہنے والے تعیش اور آرام سے رہنے کے عادی ہوں۔ اور اس قسم کی قربانی کرنا ان کے لئے دوبھر ہو۔ پھر

ایک مشکل اور بھی ہوتی ہے

جسے ہم کسی صورت میں نظر انداز نہیں کر سکتے اور وہ یہ کہ جو لوگ مالی لحاظ سے اچھے ہوتے ہیں۔ ان کے واقف کار اور ان سے تعلق رکھنے والے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ان کے ہاں ٹھہر جاتے ہیں۔ اس لئے کہ انہیں وہاں ٹھہرنے میں زیادہ آرام ملتا ہے۔ لیکن باوجود اس کے کہ وہ لوگ جلسہ سالانہ کے مہمانوں کو اپنے پاس ٹھہرا کر قربانی کرتے ہیں۔ ان کی قربانی اتنی مفید نہیں ہوتی۔ جتنی غربا کی قربانی مفید ہوتی ہے۔ مثلاً وہ جلسہ سالانہ کے مہمانوں کے لئے دو کمرے پیش کر دیتے ہیں۔ اور ان میں ایک ایک مہمان یا ایک ایک گھرانہ ٹھہر جاتا ہے۔ تو ان کی قربانی کی وجہ سے صرف دو مہمانوں یا دو گھروں کو جگہ ملی۔ لیکن انہی دو کمروں میں عام لوگوں کی طرح مہمان اکٹھے رہتے۔ تو ایک کمرہ میں عورتوں کو رکھا جاتا اور دوسرے کمرہ میں مرد آرام کر لیتے۔ اور اس طرح بجائے دو آدمیوں یا گھروں کے بیس آدمی ٹھہر جاتے۔ گویا جہاں تک

قربانی کا سوال

ہے۔ انہوں نے اتنی ہی قربانی کی جتنی غرباء نے کی تھی۔ لیکن ان کی قربانی سے دو آدمیوں نے فائدہ اٹھایا۔ اور ان کی قربانی سے بیس آدمیوں نے فائدہ اٹھایا۔ حالانکہ بعض اوقات آسودہ حال لوگوں کی قربانی زیادہ ہوتی ہے۔ کیونکہ ان میں سے اکثر ایسے ہوتے ہیں۔ جو ان دنوں کچھ مالی بوجھ بھی اٹھاتے ہیں۔ مثلاً بعض ایسے ہوتے ہیں جو اس موقعہ پر مہمانوں کا کھانا خود تیار کرتے ہیں۔ یا اگر کھانا انہیں گھر سے نہیں کھلاتے تو انہیں ناشتہ کرا دیتے ہیں۔ اس لئے مالی لحاظ سے ان کی قربانی بہت زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن سلسلہ کو فائدہ بہت کم ہوتا ہے۔ پس اگر اس بات کو بھی مدنظر رکھا جائے۔ تو یہ بوجھ اور بھی زیادہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ کمروں کا ایک حصہ ایسا ہوگا۔ جس سے اتنا فائدہ نہیں اٹھایا جا سکیگا جتنا فائدہ دوسرے کمروں سے اٹھایا جاتا ہے۔

میں تو سمجھتا ہوں کہ ہمارے جلسہ سالانہ پر آنے والوں نے

ہر سال بڑھتے جانا ہے

اور جماعت نے ترقی کرتے جانا ہے سوائے اس کے کہ کسی سال کوئی خاص وجہ پیش آجائے۔ اور جلسہ سالانہ کے موقعہ پر آنے والوں کی تعداد میں کمی آجائے۔ مثلاً کسی سال سردی زیادہ پڑے۔ اور لوگ کم آئیں۔ یا خدانخواستہ کسی بیماری کی وجہ سے آنے والوں میں کمی آجائے۔ اس لئے مکانات کی تعداد میں چاہے زیادتی ہوتی جائے۔ ہمیں مہمانوں کے ٹھہرانے میں پھر بھی دقت پیش آتی رہے گی۔ اور شائد کسی وقت سلسلہ کی مالی حالت اگر اچھی ہو جائے تو وہ مہمانوں کے لئے ایک مستقل اقامت گاہ بنا لے۔ مثلاً وہ ایسی بیرکیں بنوا لے جو پختہ ہوں۔ اور اس قدر وسیع ہوں کہ ان میں

۴۰ - ۵۰ ہزار مہمان

ٹھہر سکیں۔ اگر اس قسم کی بیرکیں تعمیر کر لی جائیں تو دوسرے کمروں میں ایسے لوگ ٹھہر سکتے ہیں۔ جو اپنے آرام اور سہولت کی خاطر کسی علیحدہ جگہ ٹھہرنا پسند کرتے ہوں۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ جس طرح جماعت ہر سال ترقی کر رہی ہے۔ اسی طرح دو چار سال میں جلسہ سالانہ پر آنے والوں کی تعداد ۴۰ - ۵۰ ہزار سے ایک لاکھ تک ہو جائیگی۔ اور اگر چالیس پچاس ہزار مہمانوں کے ٹھیرنے کے لئے مستقل بیرکیں بھی بنالی جائیں۔ تب بھی مہمانوں کے لئے ٹھہرانے میں دقت باقی رہے گی۔ بہرحال مستقل بیرکیں بنیں یا نہ بنیں۔ چونکہ آنے والوں کی تعداد زیادہ ہوتی جائے گی۔ اس لئے مکانوں کی دقت باقی رہے گی۔ اور یہ دقت شاید قیامت تک یا اس وقت تک قائم رہے گی۔ جب تک کہ آپ کا ایمان سلامت رہے گا۔ آنے والے آئیں گے۔ اور ٹھہرانے والے انہیں ٹھہرائیں گے۔ لیکن پھر بھی وہ سب مہمانوں کے لئے جگہ نہیں پائیں گے۔

پس جہاں میں ربوہ کے مکینوں سے یہ کہتا ہوں۔ کہ وہ جلسہ پر آنے والوں کے لئے اپنے مکانات پیش کریں۔ وہاں میں

آنے والوں سے بھی کہتا ہوں

کہ وہ اکٹھے رہیں۔ اور علیحدہ علیحدہ ٹھیر کر کارکنوں کے لئے مشکلات پیدا کرنے کا موجب نہ ہوں۔ میں نے مکہ میں دیکھا ہے۔ کہ وہاں حج کے موقعہ پر ایک ایک کمرہ میں کئی کئی مہمان ٹھہرتے ہیں۔ وہاں ہماری طرح مکانات پیش کرنے کا رواج نہیں۔ شروع سے ہی اس میں آزادی دی گئی ہے۔ کہ آنے والے جہاں چاہیں ٹھہریں۔ ان کے لئے کوئی خاص انتظام نہیں کیا جاتا۔ چنانچہ جس مکان میں ہم ٹھہرے تھے۔ اس میں ایک سے زیادہ کمرے تھے۔ ہم نے چونکہ زیادہ پیسے خرچ کئے تھے۔ اس لئے ہم تین افراد کے پاس تین کمرے تھے۔ ان کمروں کے نیچے تین کوٹھڑیاں تھیں۔ ان میں سے ہر ایک میں ۱۸ سے بائیس تک حاجی ٹھہرے ہوئے تھے۔ گویا جتنی جگہ میں ہم تین افراد ٹھہرے ہوئے تھے۔ اسی قدر جگہ میں ۶۰ سے پینسٹھ تک افراد ٹھہرے ہوئے تھے۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے۔ کہ وہاں ان دنوں مکانات کا بہت زیادہ کرایہ لیا جاتا ہے۔ اور عام لوگ اتنا کرایہ برداشت نہیں کر سکتے۔ دوسری وجہ یہ ہے۔ کہ وہاں سردی زیادہ نہیں ہوتی۔ اس لئے لوگ سامان کمروں میں رکھ لیتے ہیں۔ اور خود گلیوں میں یا کھلے میدان میں گزارہ کر لیتے ہیں۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ بعض دنوں میں سردی زیادہ بھی ہوتی ہے۔ لیکن یہ عرصہ

ہمارے ملک کی طرح زیادہ لمبا نہیں ہوتا۔ ہاں ذرا اوپر چلے جائیں۔ یعنی مدینہ منورہ کی طرف نکل جائیں۔ تو سردی کے دن زیادہ ہو جاتے ہیں۔ بہرحال ہمارے ہاں مہمانوں کے ٹھہرانے کا خاص طور پر انتظام کیا جاتا ہے۔ لیکن وہاں کوئی انتظام نہیں۔ جہاں جگہ ملتی ہے۔ حاجی ٹھیر جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا

ایک الہام ہے

جو ذو معانی ہے۔ نہ تو ہم اس کے کوئی خاص معنی کر سکتے ہیں۔ اور نہ ہمیں پتہ ہے۔ کہ وہ کب اور کس طرح پورا ہوگا۔ اور وہ الہام ہے۔ "لنگر اٹھا دو" اس لنگر کے لفظ سے اگر کشتیوں والا لنگر مراد لیا جائے۔ تو اس کے معنی یہ ہوں گے۔ کہ باہر نکل جاؤ۔ اور خدا تعالیٰ کے پیغام کو ہر جگہ پھیلاؤ۔ اور اگر لنگر سے ظاہری لنگر خانہ مراد لیا جائے۔ تو پھر اس کے یہ معنی ہوں گے۔ کہ آنے والوں کی تعداد اتنی بڑھ گئی ہے۔ کہ اب لنگر خانہ کا انتظام نہیں کیا جا سکتا اس لئے لنگر اٹھا دو۔ اور لوگوں سے کہو کہ وہ اپنی رہائش اور خوراک کا خود انتظام کر لیں۔ ان دونوں مفہوموں میں سے ہم کسی مفہوم کو ابھی متعین نہیں کر سکتے۔ اور نہ وقت متعین کر سکتے ہیں۔ کہ ایسا کب ہوگا۔ بہرحال جب تک مہمانوں کو ٹھہرانا انسانی طاقت میں ہے۔ اس وقت تک

ہمیں یہی ہدایت ہے

کہ "وسع مکانک" تم اپنے مکان بڑھاتے جاؤ۔ اور مہمانوں کے لئے گنجائش نکالو۔ مہمان خانہ اٹھانے کا سوال اسی وقت پیش آئے گا۔ جب مہمانوں کی تعداد اس قدر بڑھ جائے گی۔ کہ ان کی خوراک کا سلسلہ کے لئے انتظام کرنا مشکل ہو جائے گا۔ لیکن اگر "لنگر اٹھا دو" کا یہ مطلب نہیں کہ مہمان خانہ اٹھا دو۔ تو پھر اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ ساکن ہونا مومن کا کام نہیں۔ تم کشتیاں لو۔ اور غیر ممالک میں پھیل جاؤ۔ بہرحال اس وقت کے لحاظ سے ہم میں اتنی طاقت ہے۔ کہ اگر ہم صحیح قربانی کریں۔ تو ہم ہر سال مہمانوں کو ٹھہرا سکتے ہیں۔ اور ان کے کھانے کا انتظام کر سکتے ہیں۔ اور ایسا کرنے سے ہم پر کوئی ناقابل برداشت بوجھ نہیں پڑتا۔ جب وہ زمانہ آئے گا۔ جب مہمان خانہ کا جاری رکھنا مشکل ہو جائیگا۔ تو خدا تعالیٰ کی دوسری ہدایت پہنچ جائیگی۔ اور "لنگر اٹھا دو" کے یقینی معنے ہماری سمجھ میں آجائیں گے۔

بہرحال ہمیں مہمانوں کے ٹھیرانے کے لئے

اپنی قربانی پیش کرنی چاہیئے

اگر ہمیں اس سلسلہ میں تکلیف بھی اٹھانی پڑے تو اس سے دریغ نہیں کرنا چاہیئے۔ اگر جلسہ سالانہ پر آنے والے بھی اپنے مکانات اور رشتہ دار چھوڑ کر آتے ہیں۔ ہر سال درجنوں واقعات ایسے پیش آتے ہیں۔ کہ لوگ یہاں آئے۔ اور ان کے مکانات کے تالے ٹوٹ گئے۔ اور ان کا سامان لوٹ لیا گیا۔ اور پھر ایسے واقعات بھی میں نے دیکھے ہیں۔ کہ جلسہ سالانہ پر لوگ آئے۔ اور اپنے بیمار بیوی بچے پیچھے چھوڑ آئے۔ بعد میں تار آئی۔ کہ ان کا بیمار عزیز فوت ہو گیا ہے۔ پچھلے سال ایک لڑکی یہاں آئی۔ اور اس کا بچہ فوت ہو گیا۔ میں نے اس کے رشتہ داروں سے کہا تھا کہ اگر بچہ بیمار تھا۔ تو تم جلسہ سالانہ پر کیوں آئے۔ اس کے رشتہ داروں نے کہا۔ کہ اس لڑکی نے کہا تھا۔ کہ بچہ مرے یا جئے۔ میں نے جلسہ سالانہ پر ضرور جانا ہے۔ گویا اس لڑکی نے جلسہ سالانہ کی وجہ سے اپنے بچہ کی زندگی کی بھی پرواہ نہ کی۔ یہ کتنی بڑی قربانی ہے۔ جو آنے والے کرتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں تم پر بھی

یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے

کہ تم قربانی کرو۔ اور جہاں تک ہو سکے۔ جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمانوں کو آرام پہنچاؤ۔ اگر تم ایسا کرو گے۔ تو تم ان کی ادنیٰ سے ادنیٰ ضرورت کو پورا کرو گے۔ کیونکہ اگر ایک چھوٹے سے کمرہ میں پندرہ سولہ مہمان ٹھہریں تو انہیں آرام میسر نہیں آسکتا۔ لیکن اگر اس قدر بھی گنجائش پیدا نہ کی جائے۔ تو ہم مہمانوں کو کہاں ٹھیرائیں۔ یہ چیز اب اتنے عرصہ سے جماعت کے سامنے آرہی ہے۔ کہ مجھے اس کے لئے کسی خاص تحریک کی ضرورت نہیں۔ جلسہ سالانہ پر ۶۴ - ۶۵ سال گذر چکے ہیں۔ ۱۸۹۱ء میں

پہلا جلسہ

ہوا تھا۔ اس لحاظ سے اب تک اس پر ۶۴ سال گزر چکے ہیں۔ مگر اس سے پہلے بھی تو جماعتی اجتماع ہوتے ہوں گے۔ بہرحال جو چیز کم سے کم ۶۴ سال سے چلی آتی ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ اس کے لئے جماعت کو اس کی ذمہ داریاں یاد دلانے کی ضرورت کیا ہے۔ تمہیں تو خود اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہونا چاہیئے۔ تمہارے سامنے

مہمانوں کی کثرت

ہوتی ہے۔ تمہارے سامنے ان کی پراگندگی ہوتی ہے۔ اور تمہارے سامنے ان کی مصیبت اور قربانی ہوتی ہے۔ تمہیں خود ان باتوں کا احساس ہونا چاہیئے۔

دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ جلسہ سالانہ کے موقع پر کام کرنے والوں کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر کام کرنے والے

دیانتدار اور امین

ہونے چاہئیں۔ پچھلے سال یہ شکایت آئی تھی۔ کہ گھروں میں جہاں جہاں مہمان ٹھہرے ہوئے تھے۔ وہاں کھانا بڑی مقدار میں آجاتا تھا۔ اور نتیجہ یہ ہوتا تھا۔ کہ اس کا ایک حصہ ضائع ہو جاتا تھا۔ حالانکہ میں نے نصیحت کی ہوئی ہے۔ کہ جو لوگ اپنے گھروں میں کھانا تیار کر سکتے ہیں۔ انہیں لنگر سے کھانا نہیں لینا چاہیئے۔ ہاں اگر رات گئے تک انہیں کام کرنا پڑتا ہے۔ تو وہ لنگر سے کھانا لے لیں۔ پھر کچھ لوگ ایسے بھی ہیں۔ جو زیادہ وسعت والے ہیں۔ وہ اپنے مہمانوں کو بھی گھر سے کھانا دے سکتے ہیں۔ لیکن اگر مہمان زیادہ تعداد میں آجائیں تو وہ بے شک مہمانوں کا کھانا لنگر سے لے لیں لیکن یہ تو کریں۔ کہ اپنا کھانا لنگر سے نہ لیں۔ ہاں اگر مہمانوں کی خدمت کی وجہ سے انہیں کھانا تیار کرنے کا موقعہ نہیں ملتا۔ تو وہ کھانا لنگر سے لے سکتے ہیں۔ لیکن یہ تو کریں۔ کہ اپنے مہمانوں کے جذبات کو مدنظر رکھتے ہوئے کھانا لیں۔ ایک شخص نے اسی سال ہی یہ شکایت کی ہے۔ اور لکھا ہے کہ میرے ساتھ ایک غیر احمدی مہمان بھی تھا۔ اس نے لکھا ہے۔ کہ جس گھر میں ہم ٹھیرے ہوئے تھے۔ وہاں چاول اور شوربہ بڑی کثرت سے آتا تھا۔ اس غیر احمدی مہمان نے کہا۔ یہ چاول اور شوربہ ہمیں تو نہیں ملتا۔ جاتا کہاں ہے۔ میں نے کہا۔ یہ بیماروں کے لئے پرہیزی کھانا ہے۔ اس نے کہا، تو کیا اس گھر والے سب کے سب بیمار ہیں۔ کہ ان سب کے لئے چاول آرہے ہیں۔ اس قسم کی حرکات کے بعد بھی وہ لوگ کہہ دیتے ہیں۔ کہ ہم سلسلہ کے خادم ہیں۔ حالانکہ ان کے عمل کو دیکھا جائے۔ تو وہ خادم نہیں بلکہ لٹیرے ہیں۔ اسی طرح ایک اور دوست نے شکایت کی کہ

ہم کھانا لینے لگے

تو ہم نے دیکھا۔ کہ سکول کا ایک استاد جو کھانا تقسیم کرنے پر مقرر تھا۔ دیگ میں ہاتھ ڈال کر بوٹیاں اور آلو کھا رہا تھا۔ اب جو شخص کام کرتا ہے۔ لازماً اس نے کھانا بھی ہے۔ لیکن اگر وہ اس طرح کھائے گا۔ تو یقیناً دیکھنے والوں کو نفرت آئے گی۔ اگر تم کسی کے گھر

دعوت پر جاؤ

اور دیکھو کہ بچے ہنڈیا میں ہاتھ ڈال کر سالن کھا رہے ہیں۔ تو میں نہیں سمجھتا کہ کوئی شخص جس کی

طبیعت میں نظافت

ہو۔ اس ہنڈیا سے سالن کھانا گوارا کریگا۔ وہ ضرور کوئی نہ کوئی

بہانہ بنا کر وہاں سے آجائے گا۔ اسی نکتہ کو مدنظر رکھتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ القاسم محروم۔ کہ تقسیم کرنے والا محروم ہوتا ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں۔ کہ تقسیم کرنے والوں کو کھانا نہیں ملنا چاہیئے۔ بلکہ اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ انہیں ایک وقت تک بھوک کو برداشت کرنا چاہیئے۔ اور پہلے دوسروں کو کھانا مہیا کرنا چاہیئے۔ اگر تقسیم کرنے والے پہلے خود کھائیں۔ اور بعد میں مہمانوں کو دیں۔ تو دیکھنے والوں کی طبائع پر یہ بات گراں گذرے گی

پس

ہر محکمہ کو چاہیئے

کہ وہ اپنے کارکنوں کی تربیت کرے۔ میں نے پچھلے سال سب محکموں کو اس طرف توجہ دلائی تھی۔ کہ وہ اپنے اپنے کارکنوں کی تربیت کریں لیکن شکایت اس ادارہ کے متعلق آئی۔ جسے میں زیادہ منظم سمجھتا تھا۔ اور جس کے کارکن ہی جلسہ سالانہ کے مختلف شعبوں میں آفیسرز کے طور پر کام کرتے ہیں۔ آخر محکموں کے لئے اس میں دقت کیا ہے۔ وہ بڑی آسانی کے ساتھ اپنے کارکنوں کی تربیت کر سکتے ہیں۔ یہاں میں جو کچھ کہہ رہا ہوں۔ آپ سب سُن رہے ہیں۔ لیکن ہر ایک یہ سمجھ رہا ہے کہ میں پوشیدہ ہوں۔ اور میرے نقائص کسی کو نظر نہیں آ رہے۔ لیکن اگر ادارے علیحدہ طور پر اپنے اپنے کارکنوں کو سمجھائیں۔ تو وہ یہ سمجھیں گے کہ نصیحت کرنے والا انہیں دیکھ رہا ہے۔ اس لئے اس نصیحت پر عمل کرنا اُن کا فرض ہے۔ پس

ہر ایک ادارہ اپنے سٹاف کو سمجھائے

سکول والے اپنے اساتذہ اور طلباء کو سمجھائیں کالج والے اپنے اساتذہ اور طلباء کو سمجھائیں۔ جامعہ والے اپنے اساتذہ اور طلباء کو سمجھائیں ریسرچ والے اپنے کارکنوں کو سمجھائیں۔ ہر محلہ کے صدر اپنی اپنی جگہ جلسہ کریں اور افراد محلہ کو سمجھائیں۔ دوکاندار اپنا اجلاس کریں۔ اور اپنی سوسائٹی میں اس بات کو پیش کریں کہ جلسہ کے موقعہ پر وہ اپنی ذمہ داریوں کو کس طرح پورا کر سکتے ہیں۔

اسی طرح یہ بھی شکایت ہے۔ کہ جلسہ کے موقعہ پر باوجود منع کرنے کے دوکاندار اپنی دوکانیں کھول لیتے ہیں۔ وہ لوگوں پر یہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ ہم یہاں صرف دین کی خاطر آئے ہیں۔ لیکن جلسہ ان کے جھوٹ کو ظاہر کر دیتا ہے۔ اور بتا دیتا ہے۔ کہ وہ دین کے لئے نہیں۔ بلکہ دنیا کمانے آئے ہیں۔ جلسہ صرف تین دن ہوتا ہے۔ ان دنوں میں دنیا کمانے کا موقعہ بھی مل سکتا ہے۔ یعنی جلسہ شروع ہونے سے پہلے اور جلسہ ختم ہونے کے بعد دوکانیں کھولی جا سکتی ہیں۔ اور دنیا کمائی جا سکتی ہے اور اگر

دوکاندار قربانی کریں

تو خدا تعالیٰ انہیں زیادہ بھی دے سکتا ہے۔ لیکن وہ مرکز کی ہر بات پر عمل نہیں کرتے۔ ایک طرف سے امور عامہ والے شور مچاتے جا رہے ہوتے ہیں کہ دوکانیں بند کرو۔ دوسری طرف خرید فروخت ہو رہی ہوتی ہے۔ یہ بالکل مکہ مکرمہ کے بدوؤں والی بات ہو جاتی ہے۔ وہاں حج کے موقعہ پر بے تحاشہ قربانی ہوتی ہے۔ لوگ جانور ذبح کر کے پھینک دیتے ہیں۔ اور گوشت کی پرواہ بھی نہیں کرتے۔ بدوی آتے ہیں۔ اور جونہی ذبح کرنے والا چھری پھیرتا ہے۔ وہ جانور کو گھسیٹ کر لے جاتے ہیں۔ میں نے سات بکرے ذبح کئے تھے قدرتی طور پر جو شخص نگران تھا اس نے اچھا بکرا اپنے کھانے کے لئے چُن لیا۔ ادھر بدوی بھی تاڑ رہے تھے۔ میں نے دیکھا۔ کہ ادھر ذبح کرنے والے نے بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر چھری پھیری۔ اور ادھر بکرا خود بخود کھسکنا شروع ہوا۔ اسی طرح سارے کے سارے بکرے غائب ہو گئے۔ آخر ایک بکرے پر ایک ساتھی بیٹھ گیا۔ تا اُسے کوئی بدوی گھسیٹ کر نہ لے جا سکے۔

اُسی طرح یہاں ہوتا ہے

ایک طرف سے امور عامہ والے دوکانیں بند کراتے جاتے ہیں۔ اور دوسری طرف دوکانیں کھلتی جاتی ہیں۔ یہ طریق دھینگا مشتی اور آنکھ مچولی کا ہے اس سے دیکھنے والوں پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ اور وہ سمجھتے ہیں۔ کہ یہ دنیادار لوگ ہیں۔ دین کا یونہی نام لیتے ہیں۔ لیکن یہ بھی زیادتی ہو گی۔ اگر جلسہ گاہ کے پاس کھانے پینے کی چند دوکانیں نہ ہوں۔ ایسی بعض دوکانوں کا ہونا بھی نہایت ضروری ہے۔ تا ضرورت مند اپنی ضرورت پوری کر سکیں

پھر اس دفعہ ایک شکایت یہ بھی آئی ہے۔ کہ جلسہ سالانہ کا

تقریری پروگرام

بہت لمبا ہوتا ہے۔ اور لوگ اتنا لمبا پروگرام نہیں سن سکتے کچھ وقت آرام کے لئے بھی ہونا چاہیئے۔ اس کا طریق یہ ہو سکتا ہے۔ کہ تقریریں چھوٹی کر دی جائیں۔ اور اس طرح کچھ وقت آرام کے لئے نکال لیا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ایک تقریر آپ کی ہوتی تھی۔ اور ایک آدھ تقریر کسی اور عالم کی ہو جاتی تھی۔ باقی جہاں مہمان ٹھہرے ہوئے ہوتے تھے وہاں عام طور پر لیکچرار پہنچ جاتے تھے۔ اور تقریریں کر آتے تھے۔ ورنہ دن کا اکثر حصہ خالی رہتا تھا۔ لیکن ہمارے ہاں ایسا طریق جاری ہو گیا ہے۔ کہ ہم لوگوں کو سارا دن مشغول رکھتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ چالیس فی صدی لوگ جلسہ گاہ سے باہر پھرتے رہتے ہیں۔ لکھنے والوں نے تو بہت مبالغہ سے کام لیا ہے اور کہا ہے۔ کہ ۶۰ فی صدی لوگ باہر پھرتے رہتے ہیں۔ لیکن

یہ حقیقت ہے

کہ ۲۰ فی صدی یا ۴۰ فی صدی لوگ جلسہ گاہ سے باہر آجاتے ہیں۔ اور اس کی وجہ یہی ہوتی ہے۔ کہ وہ اتنے لمبے پروگرام کو برداشت نہیں کر سکتے۔ اب جس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے ذمہ داری عائد ہے۔ اُس نے تو لازمی طور پر تقریر کرنی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت آپ کی تقریر لازمی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کے زمانہ میں آپ کی تقریر لازمی تھی۔ اور اب میری تقریر لازمی ہے۔ باقی پروگرام محض ضمنی ہوتا ہے۔ پس پروگرام اس شکل میں بنانا چاہیئے۔ کہ لوگوں پر بوجھ نہ ہو اس دفعہ چھوٹی تقریریں رکھی گئی تھیں۔ لیکن مقررین نے شور مچا دیا۔ کہ ہمیں وقت تھوڑا دیا گیا ہے اگر لمبی تقریریں ضروری ہوں۔ تو پھر صرف چند تقاریر ہو جائیں۔ اور ضروری نہیں کہ ہر جلسہ پر اس شخص کی تقریر ہو۔ جس کی تقریر ایک دفعہ رکھی جا چکی ہے۔ باری باری مختلف جلسوں میں مختلف لوگوں کی تقریر رکھی جا سکتی ہے۔ اس طرح آرام کے لئے وقفہ زیادہ ہو جائے گا۔ اور

سننے والوں کے لئے سہولت

پیدا ہو جائے گی پھر بے شک لوگوں پر سختی کی جائے کہ وہ تقاریر کے دوران میں جلسہ گاہ سے باہر نہ جائیں۔ اس کے بعد جس طرح پہلے بعض لوگ اقامت گاہوں میں جا کر تقاریر کیا کرتے تھے۔ اُسی طرح اب بھی ہو سکتا ہے ہماری جماعت میں بابا حسن محمد صاحب والد مولوی رحمت علی صاحب کو اس قسم کی تقاریر کا بہت شوق تھا۔ اللہ بخش صاحب بے ہالی کے ایک شاعر تھے اُن کو بھی تقریر کرنے کا بہت شوق تھا۔ اسی طرح بعض اور دوست تھے۔ انہیں بھی تقریر کرنے کا شوق ہوتا تھا۔ میں نے دیکھا ہے۔ کہ یہ لوگ اقامت گاہوں میں چلے جاتے۔ اور تقریر شروع کر دیتے۔ اسی طرح اب بھی شائقین یا کسی پروگرام کے ماتحت بعض لیکچرار اقامت گاہوں میں چلے جائیں۔ اور وہاں تقاریر کریں۔ تو کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ اس قسم کی تقاریر کو سننا لوگوں کی

اپنی مرضی پر منحصر ہوتا ہے

بہرحال زمانہ کے بدلنے کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ اب زائرین پہلے جلسوں سے بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ اور اُن کو آرام سے دیر تک نہیں بٹھایا جا سکتا۔ اور لوگوں کے لئے زیادہ سے زیادہ سہولت مہیا کرنی چاہیئے۔ تاکہ وہ جلسہ کے پروگرام سے صحیح طور پر فائدہ اٹھا سکیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ ابتداً میں جلسہ پر آنے والی عورتوں کی تعداد بہت کم ہوا کرتی تھی۔ مگر اب عورتیں زیادہ تعداد میں آتی ہیں۔ اور پھر ان کے ساتھ بچوں کی تعداد بھی بہت ہوتی ہے۔ اُن کا بھی لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

احادیث میں آتا ہے

کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ کسی سفر پر جا رہے تھے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ شیشوں کا لحاظ رکھو مطلب یہ تھا کہ عورتیں ساتھ ہیں۔ تم ان کا لحاظ رکھو بچے عورتوں سے بھی زیادہ کمزور ہوتے ہیں۔ معمولی بدہضمی اور ہوا لگنے سے بیمار ہو جاتے ہیں۔ ان کا بھی لحاظ ہونا چاہیئے۔ غرض ہمیں اپنے پروگرام میں تبدیلی کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ دینی سپرٹ کی وجہ سے خاصہ وقت دین میں صرف ہونا چاہیئے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں۔ کہ لوگوں کو آرام کا موقعہ ہی نہ دیا جائے۔

پھر باہر سے آنے والوں کو بھی میں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنے غیر احمدی رشتہ داروں اور دوستوں کو اپنے ساتھ لائیں۔ میں نے اس کے متعلق پہلے بھی نصیحت کی تھی۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ جماعت نے اس طرف توجہ نہیں کی۔ اگر دوست اپنے

غیر احمدی رشتہ داروں اور دوستوں کو

اپنے ساتھ لاتے رہیں۔ تو بہت سے فتنے جو اب پیدا ہو رہے ہیں دور ہو جائیں۔ میں نے بارہا دیکھا ہے کہ ایک شخص کا باپ۔ بیوی یا بھائی بیس بیس سال تک احمدی نہیں ہوتا۔ لیکن یہاں لاؤ۔ تو بعض دفعہ ایک ہی دن میں احمدی ہو جاتا ہے۔ باہر جا کر تم اسے لاکھ دلیلیں دو۔ وہ نہیں ملنے گا۔ مولوی اُٹھ کر کہہ دے گا۔ کہ یہ منافق ہیں۔ کہتے کچھ ہیں۔ اور کرتے کچھ ہیں۔ اب وہ شخص جس مولوی کے پیچھے سالہا سال تک نماز پڑھتا رہا ہے۔ اُسے وہ جھوٹا کیوں کہے گا۔ وہ یہی کہے گا۔ کہ احمدی جھوٹ بولتے ہیں۔ لیکن جب وہ یہاں آتا ہے۔ تو اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے کہ یہاں ذکر الٰہی ہو رہا ہے۔ نمازیں باقاعدگی سے ادا کی جاتی ہیں۔ قرآن کریم پڑھا جاتا ہے۔ اور وہ سمجھتا ہے کہ جو کچھ مولوی کہتے ہیں وہ جھوٹ ہے۔ اسی طرح بسا اوقات ایک ہی دن میں اس کا دل کھل جاتا ہے۔ اور وہ احمدیت کو قبول کر لیتا ہے۔ یہاں آنے والوں سے قریباً پچاس ساٹھ فی صدی وہ لوگ ہوتے ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ باہر تو آپ لوگوں کے متعلق

عجیب عجیب باتیں

مشہور ہیں۔ لیکن یہاں دیکھا۔ تو بالکل نقشہ ہی اور ہے مثلاً باہر ہمارے متعلق یہ کہا جاتا ہے۔ کہ احمدی خدا اور اس کے رسول کو نہیں مانتے۔ اور یہ جہلاء کا ہی خیال نہیں۔ بڑے بڑے تعلیم یافتہ لوگوں کا بھی ہمارے متعلق یہی خیال ہے۔ پچھلے دنوں بنگال سے ایک وفد یہاں آیا۔ تو اس کے ایک ممبر نے جو وہاں لیگ کے کونسلر بھی ہیں۔ اور اچھے تعلیم یافتہ ہیں۔ مجھ سے نہایت شرما شرما کر ذکر کیا کہ ہم تو سنا کرتے تھے کہ آپ لوگوں نے قرآن کریم کے تیس پاروں کی بجائے تیرہ پارے کر دیئے ہیں۔ وہ لوگ یہ باتیں اپنے علماء سے سنتے ہیں۔ اور اُن پر یقین کر لیتے ہیں۔ لیکن جب وہ یہاں آتے ہیں۔ تو دیکھتے ہیں۔ کہ ہمارا قرآن ۳۰ پاروں کا ہی ہے ۱۳ پاروں کا نہیں۔ اور جو قرآن ہمارے گھروں میں پڑھا جاتا ہے وہ اکثر انہیں لوگوں کا شائع کردہ ہوتا ہے۔ پھر نماز میں بھی ہم اسلامی طریق کے مطابق ادا کرتے ہیں۔ اور اس میں ہمارا دوسرے مسلمانوں سے کوئی [illegible] میں مانتا ہوں۔ کہ یہاں بھی [illegible] ادائیگی میں کوتاہی کرتے [illegible] دوسرے مسلمانوں کی نسبت [illegible] زیادہ [illegible] دوسرے لوگ یہاں آکر

آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ اور پھر یا تو وہ احمدی ہو کر جاتے ہیں یا احمدی نہیں ہوتے۔ تو کم از کم احمدیوں کی طرف سے لڑنے والے ضرور بن جاتے ہیں۔ اور جہاں بھی احمدیوں کے متعلق خلاف واقع باتوں کا پروپیگنڈا کیا جائے۔ وہاں وہ اصل حقیقت کا اعلان کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ ہم نے خود اپنی آنکھوں سے ان لوگوں کو دیکھا ہے۔ اور ہم خود ان کے مرکز میں بھی گئے ہیں۔ تم جو کچھ کہہ رہے ہو یہ بالکل جھوٹ اور خلاف واقع ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں مولوی لوگوں کو

قادیان جانے سے روکتے تھے

اور کہتے تھے۔ وہاں حلوہ کھلا کر لوگوں پر جادو کر دیا جاتا ہے۔ اور وہ احمدی ہو جاتے ہیں۔ ایک دوست نے سنایا کہ ایک مولوی صاحب ایک جگہ تقریر کر رہے تھے کہ ایک مولوی اور ان کا ایک معتقد قادیان گئے جب وہ قادیان پہنچے۔ تو انہیں ایک جگہ ٹھہرایا گیا صبح ہوتے ہی اُن کے پاس حلوہ لایا گیا۔ یہ حلوہ جادو والا تھا۔ مولوی صاحب نے تو اس کے کھانے سے انکار کر دیا لیکن اُن کے ساتھی نے حلوہ کھا لیا۔ اس کے بعد ایک آدمی آیا۔ اور اس نے کہا آپ دونوں کو مرزا صاحب بلا رہے ہیں۔ چنانچہ وہ وہاں گئے۔ وہاں مرزا صاحب اور مولوی نورالدین صاحب ان کا انتظار کر رہے تھے۔ اور ایک تخت پوشی کے لئے تیار رکھی تھی حالانکہ قادیان میں آخری زمانہ تک بھی تخت نہیں آئی۔ اس میں وہ مولوی صاحب اور اُن کے ساتھی کو لے کر بیٹھ گئے۔

مرزا صاحب نے بتانا شروع کیا

کہ میں نبی ہوں۔ اور اسلام کی خدمت کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔ مولوی صاحب تو استغفر اللہ پڑھتے رہے۔ اور ان کے ساتھی نے کہا آپ جو کچھ کہتے ہیں۔ درست ہے۔ کیونکہ اس نے جادو والا حلوہ کھایا تھا پھر مرزا صاحب نے کہا۔ لوگوں کو غلطی لگی ہے۔ اصل میں میں خاتم النبیین ہوں۔ اس پر مولوی صاحب تو استغفر اللہ پڑھتے رہے۔ لیکن اس کے ساتھی نے کہا آپ بالکل درست فرماتے ہیں۔ اس کے بعد مرزا صاحب نے کہا اصل حقیقت یہ ہے کہ میں خدا ہوں۔ مولوی صاحب کا ساتھی کہنے لگا۔ بالکل ٹھیک ہے میں بھی مانتا ہوں۔ کہ آپ خدا ہیں۔ لیکن مولوی صاحب کے منہ سے بیساختہ نکل گیا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ مرزا صاحب نے مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا۔ اور کہا۔ کیا آپ نے انہیں حلوہ نہیں کھلایا تھا۔ اس پر مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حلوہ بھیجا تو تھا۔ شاید انہوں نے نہیں کھایا اس مجلس میں ایک غیر احمدی وکیل بھی بیٹھے تھے وہ

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ

کو جانتے تھے۔ وہ سارا بیان سن کر بولے قادیان میں انہیں خود مجلس میں یا گلیوں میں کھڑے دیکھ چکا ہوں۔ یہ سنتے ہی کھڑے ہو گئے۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ اتنا جھوٹ میں نے زندگی میں کبھی نہیں سنا۔ اس کے بعد انہوں نے کہا ایسی سردی زیادہ بھی ہوتی ہے پاس تو اس قسم کا جادو والا حلوہ نہیں لایا گیا تھا۔ تو پھر اب تک تو قادیان میں گلیوں اور سڑکوں کا یہ حال ہے کہ مجھے اچھی طرح نہیں چل سکتا کہ فٹن کہاں سے آ گئی۔ اب وہ وکیل احمدی نہیں تھے لیکن ان کی باتوں سے لوگوں کو یقین ہو گیا۔ کہ مولوی جھوٹ بول رہا ہے۔ غرض دوسرے لوگوں کو مرکز میں لانے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ تم

زیادہ سے زیادہ انہیں یہاں لاؤ

اور علمی مجالس میں بٹھاؤ۔ اور جو شکوک ان کے دل میں ہوں۔ ان کا علماء سے ازالہ کراؤ۔ گھروں میں جہاں خیالات اور عقائد کا اختلاف ہوتا ہے ہمیشہ جھگڑا رہتا ہے۔ اگر بیوی کا اور طریق ہے اور مرد کا اور طریق ہے۔ تو گھریلو زندگی میں ان کا کچھ کا کچھ اختلاف ضرور رہے گا۔ اگر ایسا ہو جائے۔ کہ میاں اور بیوی آپس میں ملنے لگ جائیں بھائی بھائی آپس میں ملنے لگ جائیں باپ بیٹا آپس میں لگ جائیں خسر اور داماد آپس میں ملنے لگ جائیں۔ اور ہمسائے ہمسائے آپس میں ملنے لگ جائیں تو کتنی اچھی بات ہو جائے۔ اور گھریلو زندگی کتنی خوشگوار ہو جائے۔ پس تم انہیں یہاں لاؤ۔ یہاں وہ آزاد ہیں۔ جو چاہیں سنیں۔ اور پھر اپنے دل میں فیصلہ کریں کہ یہ درست ہے یا نہیں۔ اس کے بعد یا وہ تمہیں اپنے ساتھ ملا لیں گے۔ یا خود تمہارے ساتھ مل جائیں گے۔ پس اول تو تم وقتاً فوقتاً مرکز میں آتے رہو لیکن اگر تمہیں بار بار آنے کی توفیق نہیں۔ تو جلسہ سالانہ پر مرکز میں ضرور آؤ اور اپنے رشتہ داروں دوستوں اور شریک کار لوگوں اور ہمسایوں کو بھی اپنے ساتھ لانے کی کوشش کرو ممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے دل کھول دے۔ اور تمہاری گھریلو لڑائیاں اور جھگڑے دور ہو جائیں۔ اب تک ایسے احمدی گھرانے موجود ہیں۔ جہاں دو بھائیوں میں سے ایک بھائی بیس سال سے احمدی ہے۔ اور دوسرا بھائی ابھی غیر احمدی ہے۔

اس کی وجہ یہی ہے

کہ اس نے اپنے غیر احمدی بھائی کو مرکز میں لانے کی کوشش نہیں کی۔ حالانکہ بیسیوں آدمی ایسے ہیں جو یہاں آکر تمام حالات کو جب اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں تو سمجھتے ہیں۔ کہ ان لوگوں میں دھوکہ، فریب یا کپٹ نہیں۔ ان کی باتیں غور کے قابل ہیں اور پھر جب وہ علیحدگی میں ان باتوں پر غور کرتے ہیں۔ تو احمدیت کو قبول کر لیتے ہیں۔ لیکن جب تک وہ مرکز سے دور رہتے ہیں۔ ان کے دلوں میں کئی قسم کے شبہات پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ بعض دفعہ ایک بھائی مصافحہ کے لئے اپنا ہاتھ بڑھاتا ہے۔ تو دوسرا سمجھتا ہے کہ وہ ڈنڈا مارنے لگا ہے۔ اور یہ آپس میں

میل ملاپ نہ ہونے کی وجہ سے

ہوتا ہے۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کو دیکھ لو۔ ان کی ہمیشہ لڑائیاں ہوتی تھیں۔ اگر وہ اطمینان سے آپس میں تبادلۂ خیالات کرتے رہتے۔ تو یہ لڑائیاں ختم ہو جاتیں۔ اور دوروں کو جانے دو ہم مسلمانوں میں بھی بہت سے اختلافات پائے جاتے ہیں۔ شیعہ سنیوں کو برا کہتے ہیں۔ سنی شیعوں کو برا کہتے ہیں۔ یہی دوسرے فرقوں کا حال ہے۔ حالانکہ ہر مذہب اور ہر فرقہ میں نیک سے نیک آدمی ہو سکتے ہیں۔ قرآن کریم کہتا ہے۔ عیسائیوں میں سے بعض لوگ اس قدر نیک ہیں۔ کہ جب وہ خدا تعالیٰ کا ذکر سنتے ہیں۔ تو ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگ جاتے ہیں۔ اب عیسائیوں کا خدا تعالیٰ سے کوئی خاص رشتہ نہیں۔ جس طرح ان میں نیک لوگ پائے جاتے ہیں۔ اسی طرح ہندوؤں اور یہودیوں میں بھی نیک لوگ پائے جاتے ہیں۔ اور مسلمانوں میں تو نیک لوگوں کی تعداد دوسرے مذاہب سے بہت زیادہ ہونی چاہیئے۔ اگر یہودیوں۔ ہندوؤں اور عیسائیوں میں سو میں سے دس آدمی خدا تعالیٰ کا خوف رکھنے والے ہوں۔ تو مسلمانوں میں ۶۰۔ ۷۰ آدمی خدا تعالیٰ کا خوف رکھنے والے ہونے چاہئیں۔ لیکن

مشکل یہ ہے

کہ وہ ایک دوسرے پر محبت کا دروازہ نہیں کھولتے وہ آپس میں لڑائیاں اور جھگڑے کرتے رہتے ہیں۔ اور اس سے وہ روز بروز ایک دوسرے سے دور ہوتے جاتے ہیں۔ پس تم جلسہ سالانہ کے ایام سے فائدہ اٹھاؤ۔ اور اپنے غیر احمدی رشتہ داروں اور دوستوں کو یہاں لاؤ۔ اور خود بھی

ان ایام سے فائدہ اٹھاؤ

اور انہیں بھی سمجھاؤ کہ وہ وقت کا صحیح استعمال کریں۔ پھر یہاں کے لوگوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے آپ کو مہمانوں کی خدمت کے لئے وقف کریں۔ اور ایسا نمونہ پیش کریں کہ دوسرے لوگ انہیں دیکھ کر متاثر ہوں۔

جلسہ سالانہ پر تشریف لانے والی مستورات کیلئے ضروری اعلانات

یہ برتن ہمراہ لائیں

جلسہ سالانہ پر آنے والی مستورات کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ بہنیں آتے ہوئے ایک ایک رکابی۔ گلاس اور لوٹا ضرور ساتھ لائیں۔

سٹیج ٹکٹ

بہنوں کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ جلسہ گاہ کی سٹیج پر جگہ محدود ہوتی ہے۔ اور ہر ایک کو ٹکٹ نہیں دیا جا سکتا۔ بہتر ہے۔ کہ جو بہنیں ٹکٹ لینا چاہیں۔ وہ جلسہ شروع ہونے سے قبل لکھ کر اپنا ٹکٹ ریزرو کروا لیں۔ یا ربوہ پہنچ کر لے لیں۔

ٹکٹ صرف مندرجہ ذیل کو دیا جائیگا۔

(۱) لجنہ اماء اللہ کی صدر یا سیکرٹری

(۲) بہت دور دراز سے آنے والی بہنیں

(۳) کمزور شنوائی والی اور ضعیف بہنیں

(۴) صحابیات

قیام کا انتظام!

اس سال مستورات کے ٹھہرانے کا انتظام دفتر لجنہ اماء اللہ۔ نصرت گرلز سکول (جامعہ نصرت ڈگری کالج)، اور جامعہ نصرت ہوسٹل میں کیا گیا ہے۔ مندرجہ ذیل ترتیب سے ٹھہریں گی۔ مستورات کی اطلاع کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔ تاکہ بہنوں کو جگہ ڈھونڈنے میں آسانی رہے

(۱) دفتر لجنہ اماء اللہ

ضلع جہلم۔ سرگودھا۔ میانوالی۔ گجرات سیالکوٹ۔ جھنگ۔ سندھ۔ ملتان منٹگمری۔ بہاولپور۔ ڈیرہ غازیخان اور مظفر گڑھ

(۲) نصرت گرلز سکول:۔ ضلع لائلپور و شیخوپورہ

(۳) جامعہ نصرت ڈگری کالج:۔ ضلع لاہور

(۴) ہوسٹل جامعہ نصرت:۔ کوئٹہ۔ کراچی۔ پشاور۔ راولپنڈی۔ کیمبل پور۔ گوجرانوالہ

(ناظمہ جلسہ سالانہ)

والدین کی توجہ کے لئے

(۱) جو دوست اس دفعہ اپنے بچوں کو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ساتھ لا رہے ہیں۔ انہیں چاہیئے کہ وہ اپنے بچوں کی خود اچھی طرح سے نگرانی رکھیں۔ عدم احتیاط کے نتیجہ میں اکثر بچے گم ہوتے رہتے ہیں۔

(۲) گمشدہ بچوں کو ان کے والدین تک پہنچانے کے لئے کارکنان کو بہت زیادہ دقت اٹھانا پڑتی ہے۔ اس دقت کو رفع کرنے کے لئے والدین کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنے بچوں کی جیب میں شناختی کارڈ تحریر کر کے ڈالدیں۔ جس پر بچہ کا نام۔ والد کا نام۔ مقام جماعت معہ ضلع اور قیام گاہ کا پتہ درج ہو۔ اُمید ہے۔ اس کی پابندی کی جائے گی۔ (ناظر تعلیم و تربیت ربوہ)

ریشمی، اونی، سوتی کپڑے کے لئے ناصر پال برادرز بازار کلاں شہر سیالکوٹ کو یاد رکھیں

حیات بقاپوری حصہ دوم

مصنفہ حضرت مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری جو روحانیت کا ایک اعلیٰ مرقع ہے۔ چھپ کر تیار ہوچکی ہے کتابت۔ طباعت۔ کاغذ نہایت عمدہ اور دیدہ زیب۔ ایام جلسہ میں تقریباً ہر کتب فروش سے مل سکے گی

قیمت صرف ۱۲/ر

علی محمد بی اے بی ٹی ربوہ

ہر قسم کی کھیلوں کے لئے بہترین بوٹ مثلاً کرکٹ بوٹ۔ رننگ شوز۔ فٹ بال بوٹ

ملنے کا پتہ

شیخ مہردین سپورٹس بوٹس مینوفیکچررز چوک علامہ اقبال سیالکوٹ شہر

لائل پور اور لاہور

جانے کی ضرورت نہیں

ہمارے ہاں ہر قسم کی انگریزی ادویات بارعایت نرخوں پر مل سکتی ہیں

ڈان میڈیکل سٹورز نزد پوسٹ آفس چنیوٹ

شان خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

۲۱۲ صفحات کی یہ دیدہ زیب کتاب قاضی محمد نذیر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ کی جلسہ سالانہ ربوہ ۱۹۵۲ء کی علمی اور محققانہ تقریر پر مشتمل ہے۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ارفع۔ اکمل اور امتیازی شان کو خوبصورت پیرایہ میں گہری تحقیق کے ساتھ پیش کیا گیا ہے بہنا در علمی تحفہ جلسہ سالانہ پر تاجران کتب سے بہر میں مل سکتا ہے

گمشدہ بچی کی تلاش

ایک بچی جس کا نام بشیرہ بیگم ہے۔ بنت عبدالرحمٰن صاحب مرحوم عمر نو دس سال رنگ گورا۔ اگلے دانت کچھ اونچے۔ ناک لمبا۔ آنکھیں موٹی۔ بروز ہفتہ ۲۰/۱۱/۵۲ کو جہلم سٹیشن سے کچھ عورتیں اسے اپنے ساتھ ڈیڑھ بجے کی ٹرین سے کراچی کی طرف لے گئی ہیں۔ اگر کسی دوست کو اس کا کوئی پتہ ہے۔ تو مندرجہ ذیل پتہ پر اطلاع دے کر ممنون فرماویں۔

صدر الدین مشین محلہ ۳ مکان ۱۲/۱۶/۷ جہلم

براہ مہربانی ہمارے مشتہرین سے خط و کتابت کرتے وقت الفضل کا حوالہ ضرور دیا کریں (منیجر اشتہارات)

حب رحمت:۔ اٹھرا کی اکسیر گولیاں۔ جن کے بچے چھوٹی عمر میں فوت ہوجاتے ہوں۔ ان کیلئے یہ گولیاں رحمت ہیں مکمل کورس گیارہ روپے معہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ:۔ حکیم عبیداللہ رانجھا ربوہ ضلع جھنگ

سامان جنرل مرچنٹ خریدنے کے لئے احمدیہ ماڈرن سٹور ربوہ تشریف لائیں

رشتے مطلوب ہیں

ایک معزز دوست کی دو صاحبزادیوں کے لئے جو ایک پرانے مخلص صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کی نور نظر ہیں۔ رشتے مطلوب ہیں لڑکیاں بعمر ۱۷ اور ۱۴ سال مقبول صورت و سیرت دیندار تعلیم یافتہ ہیں۔ معزز اور مخلص خاندانوں کے بچوں کے لئے جو دیندار اور برسر روزگار ہوں۔ پتہ ذیل پر خط و کتابت فرماویں

خان صاحب میاں محمد یوسف ۲۸۱ فیروزپور روڈ ماڈل ٹاؤن لاہور

ڈائمنڈ بوٹ پالش

یہ رجسٹرڈ بوٹ پالش جوتوں کو ہیرے کی مانند مضبوط خوشنما اور چمکدار بنا دیتی ہے چار آنہ فی ڈبیہ کے حساب سے تمام پاکستان میں فروخت ہو رہی ہے

صرف تھوک مال کیلئے لکھیے

پال اینڈ سنز جلوٹیاں بھاٹی گیٹ لاہور

سلیم ٹرنک ہاؤس چنیوٹ

ہمارے یہاں ہر قسم کے ٹرنک پیٹیاں حمام بالٹی مضبوط مل سکتے ہیں۔ نیز برتن بھی مل سکتے ہیں۔ ہمارا کارخانہ بڑے مندر کے پاس ہے۔ اور دوکان چوک جنتوتھان

نواب دین مالک سلیم ٹرنک ہاؤس

چوک جنتوتھان چنیوٹ

اردو۔ انگریزی کی چھپائی میں

خاص رعایت

ایک ہزار اشتہار معہ کاغذ

صرف تین روپے میں

علاوہ ازیں کیش میمو۔ رسید بک۔ لیٹر فارم وغیرہ ہر چیز کی چھپائی رعایتی نرخوں پر کی جاتی ہے۔ جواب کے لئے جوابی کارڈ آنا چاہیئے

نور پرنٹنگ ایجنسی کار پوریشن سٹال چوک نسبت روڈ لاہور

اکسیر حافظہ

دماغ و حافظہ کو قوی کرتی ہے۔ مفرح قلب ہے۔ اعضائے رئیسہ کو تقویت دیتی ہے۔ حرارت غریزی کو بڑھاتی ہے جملہ دماغی کام کرنے والوں خصوصاً امتحانوں کی تیاری کرنے والے طالب علموں کے لئے بے بدل کثیر المنافع بیش قیمت عجیب الاثر دوا ہے۔ قیمت فی تولہ (دوا دو دفعہ) ایک روپیہ آٹھ آنے علاوہ محصولڈاک

ڈاکٹر محمد نور الٰہی چنیوٹ

اعلان

احباب یاد رکھیں۔ کہ بجلی کی وائرنگ اور تعمیر مکان شروع ہونے سے قبل اخراجات کا صحیح اندازہ لگانا ضروری ہے ورنہ نقصان کا احتمال ہوتا ہے۔ اس مقصد کے لئے آپ نصرت سروس کمپنی ربوہ کی خدمات سے فائدہ اٹھائیں جہاں صحیح اندازوں کے علاوہ بجلی کی وائرنگ۔ ماڈرن ڈیزائن کے نقشہ جات۔ فہرست اندازہ۔ سامان عمارت۔ فہرست اندازہ سامان بجلی۔ پیمائش اور بل بنوانا۔ بلوں کی پڑتال تعمیر مکان کے ٹھیکے اور نگرانی کے کام معمولی کمشن پر کئے جاتے ہیں۔ کام کی ہر طرح گارنٹی اور تسلی دی جاتی ہے۔ غرضیکہ غربا اور امراء کے لئے بجلی کی وائرنگ اور تعمیر مکان کی ہر کوالٹی کے تمام چھوٹے بڑے کام کئے جاتے ہیں۔ امید ہے کہ احباب اس اعلان سے پورا فائدہ اٹھائیں گے۔

غلام حسین اوورسیر منیجر نصرت سروس کمپنی گول بازار ربوہ

الفضل میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں

حضرت امیر المومنین کا مبارک ارشاد

"اپنے ہاتھ سے کچھ زائد کام کریں"

اور اس کی آمد اشاعت اسلام میں دیں۔ اس کی آسان راہ یہ ہے۔ کہ ہماری اردو کتب "پیارے خدا کی پیاری باتیں" اور "پیارے رسول کی پیاری باتیں" ۵۰۰ احادیث وغیرہ اردو انگریزی کتب "اسلامی اصول کی فلاسفی" رسول کریمؐ کے بینظیر کارنامے وغیرہ منگوائیے۔ ہم نصف قیمت میں پہنچا دیں گے۔ اس طرح آپ نصف قیمت اشاعت اسلام میں دے سکتے ہیں۔ پاکستانی احباب جناب محاسب صاحب ربوہ کے پاس قیمت جمع کرا سکتے ہیں۔

عبداللہ الہ دین سکندر آباد دکن

خالص سونے کے زیورات، چاندی کے ظروف، کپس و شیلڈ کے لئے غنی سنز جیولرز انارکلی لاہور تشریف لاکر ... حاصل کریں۔

... ن روڈ لاہور سے شائع کیا۔

ضروری اعلان

جلسہ سالانہ کے موقع پر جو اصحاب قاعدہ یسرنا القرآن اور مکتبہ ہذا کی دیگر مطبوعات فروخت کے لئے لینا چاہتے ہیں۔ وہ اپنی ضروریات سے جلد مطلع کر دیں۔ اور کتب وصول کر لیں معقول کمیشن دیا جائے گا۔

وکیل التجارت تحریک جدید برائے مکتبہ یسرنا القرآن